P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے

سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۱ | یکم اگست سنہ ۱۹۵۲ء | مدیر قاضی عبدالغفار | ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۱ ہجری | نمبر ۳

کچھ اپنی باتیں

سرکاری ہندی

کشمیر کے کسی صاحب نے دہلی کے روزنامہ ہندوستان ٹائمز میں ایک مضمون شایع کرایا ہے جس میں اس بات کی شکایت کی ہے کہ ہندی زبان میں جو ترجمے کئے جا رہے ہیں - خصوصاً ناموں کے - وہ بہت بھدے ہیں - انہوں نے چند مثالیں ایسے ترجموں کی پیش کی ہیں مثلاً انہوں نے لکھا ہے دہلی کے تار گھر کا نام "تار بالا" بنا دیا گیا ہے حالانکہ تار گھر اچھا خاصا لفظ تھا - اگر ٹیلیگراف کا ترجمہ ضروری ہی تھا تو اسے تار گھر کہا جا سکتا تھا - انہیں زیادہ شکایت یہ ہے کہ اس قسم کی ایجادیں بہت ہی بے سرو پا ہوتی ہیں - چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ "تار بالا" کے معنے ٹیلیگراف کے بجائے "تاروں یا ستاروں کی جگہ" ہو جاتے ہیں -

انہیں یہ بھی شکایت ہے کہ آل انڈیا ریڈیو نے -- جس کا نام اب "آکاش وانی" ہے — الفاظ کے ترجموں میں بہت زیادہ حماقتیں کی ہیں خصوصاً خبروں میں ایسے ترجمے کئے جاتے ہیں جن کا نہ سر ہوتا ہے نہ پیر - مثلاً hotch potch کا ترجمہ "ملا جلا" کیا گیا ہے حالانکہ انگریزی لفظ کا صحیح مفہوم "کھچڑی" یا "چوں چوں کے مربے" سے ادا ہوتا ہے - اسی طرح سینکڑوں انگریزی کے الفاظ ریڈیو کے ترجمے میں کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں -

ہم اگر ایسی مثالیں پیش کریں تو ہماری زبان کے ۲۰ صفحے بھی کافی نہ ہونگے ہر صوبہ میں عجیب و غریب جدتیں روا رکھی جا رہی ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے - کیا اس طرح ہندی زبان ترقی کر رہی ہے یا اسکی جڑ کھودی جا رہی ہے؟ اگر یہی رفتار جاری رہی تو ایک دن آئیگا کہ سرکاری زبان پڑھنے لکھنے کے قابل ہی نہ رہے گی اور آپکے نادان دوست اس کا کچومر نکالدینگے -

اخباروں میں یہ خبر آئی ہے کہ حکومت ہند کی وزارت تعلیم اور وزارت نشریات اس طرف کچھ توجہ کر رہی ہے اور یہ کوشش

کوشش کی جائے گی کہ سرکاری زبان کی اس خود کشی کو روکا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کیا کوشش کی جائیگی، لیکن اگر محض کوئی غیر سرکاری کمیٹی بنا کر زبان کی اصلاح کا کام اس کے سپرد کیا گیا تو اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو دستوری اصطلاحات کے ترجموں کا ہوا۔ ضرورت تو اسکی ہے کہ زبان کے ایسے مسایل کو طے کرنے کے لئے ایک با اختیار کمیٹی بنائی جائے جسکے فیصلے قطعی سمجھے جائیں اور جس میں ہندستانی اور ہندی زبان کے ایسے وسیع النظر ماہرین شامل کئے جائیں جو زبان کو نامانوس اور مشکل بنانے کے بجائے عوامی بنائیں۔

لیکن سب سے پہلے حکومت ہند کو زبان کی ترقی اور اصلاح کے چند بنیادی اصول طے کرنے چاہئیں۔ مثلاً یہہ طے ہوجانا چاہئے کہ غیر زبانوں کے جو الفاظ ہندستان کی زبان میں شامل ہوچکے ہیں انہیں خارج نہ کیا جائے اور انکا ترجمہ کرنے کی کوشش نہ کی جائے، خصوصاً ایسے اصطلاحی الفاظ کا ترجمہ کرنا جو عام فہم بن چکے ہیں زبان کا گلا گھونٹ دینا ہے۔

اس طرح یہہ اصول بھی طے ہوجانا چاہئے کہ عربی اور سنسکرت کے مشکل الفاظ قطعاً استعمال نہ کئے جائینگے۔

تمام ریاستوں کے لئے ذریعہ تعلیم مادری زبان کو تسلیم کرکے نصاب کی کتابیں مرکزی حکومت کی نگرانی میں تیار کرائی جائیں یہہ کام ریاستوں کے سپرد نہ کیا جائے، ہم یہہ دیکھہ رہے ہیں کہ جن ریاستوں میں کسی خاص مادری یا مقامی زبان کو آگے بڑھانا ہوتا ہے اسکی نصابی کتابوں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور جن زبانوں کو پیچھے ہٹانا ہوتا ہے انکی نصابی کتابوں کی اشاعت کسی نہ کسی ترکیب سے روک دی جاتی ہے ریاستوں کی ٹیکسٹ بک کمیٹی اپنے فرایض ایمانداری سے انجام نہیں دیتیں اور اکثر نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ کہنے کو تو مادری زبان میں تعلیم دینے کے متعلق سرکاری احکام جاری ہوتے رہتے ہیں لیکن اس زبان کی نصابی کتابوں کو ناپید کرکے اسکی تعلیم کو مسدود کردیا جاتا ہے۔ ریاستی حکومتوں کی جو حالت ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ اس معاملہ میں انکی نیک نیتی پر بھروسہ کیا جاسکے۔ باوجودیکہ اصولاً ہر ریاست اپنے تعلیمی معاملات میں خود مختار ہے، لیکن ہم صاف کہتے ہیں کہ مرکزی حکومت کو اس خود مختاری میں مداخلت کرنی چاہئے، ورنہ علاقائی زبانوں کے ساتھہ منصفانہ برتاؤ کئے جانے کی توقع دور از قیاس ہے لہذا ہر زبان کی نصابی کتابوں کی ترتیب اور منظوری کے لئے مرکزی کمیٹیاں مقرر کی جائیں جو ریاستی حکومتوں کی غلط روی کا سدباب کرسکیں۔

ہمارے سامنے خود اپنے صوبہ کی مثال موجود ہے اور ہم جانتے ہیں کہ کیوں اردو کی نصابی کتابیں ناپید ہوتی جارہی ہیں اس صورت میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کے کتنے ہی احکام جاری کئے جائیں لیکن مدرسوں کے لئے کتابیں ہی میسر نہ آئیں تو مجبوراً طلبا کو اپنی مادری زبان سے دست بردار ہوکر دوسری زبان میں تعلیم حاصل کرنے پر آمادہ ہونا پڑیگا۔ یوں تو آپ اسے ایک ضمنی سوال سمجھا جاتا ہے لیکن اب یہہ ایک بڑا مسئلہ بن گیا ہے اور اگر حکومت ہند چاہتی ہے کہ مادری زبان میں تعلیم کا اصول موثر بنایا جائے تو وہ اسی وقت ممکن ہے جب سارے ملک کے لئے نصابی کتابوں کی ترتیب اور اشاعت کی نگرانی مرکزی حکومت کرے۔ بہت سے مسایل میں اور خصوصاً زبان کے مسئلہ میں ریاستی حکومتیں جس طرح مرکزی حکومت کے اصولوں کو نظر انداز کرتی رہی ہیں، یہہ کوئی راز نہیں ہے۔

—:0:—

ہلکے ہلکے اشارے

—— ہماری پارلیمنٹ میں یہہ قضیہ طے نہیں ہوتا کہ ہندی نہ جاننے والے اراکین کے لئے کونسی زبان استعمال کی جائے' مولانا آزاد عموماً ہندستانی زبان میں تقریر کرتے ہیں' بعض دوسرے وزرا بھی ہندی یا ہندستانی میں تقریر کرتے ہیں۔ لیکن جنوبی ہند کے اراکین بہت خفا ہیں کہ وہ اس زبان کو نہیں سمجھہ سکتے —— اسپیکر کوشش کرتے ہیں کہ ان اصحاب کی آسانی کے لئے تقریروں اور سوالات کے جوابوں کا ترجمہ انگریزی میں کردیا جائے' پھر بھی ان حضرات کو تسکین نہیں ہوتی —— انہیں شکایت ہے کہ ہندی زبان انکے حلق میں ٹھونسی جارہی ہے!

—— لیکن اگر مریض کے حلق میں کوئی کڑوی دوا ٹھونسی جائے' تو اسمیں نقصان کیا ہے۔ ہندی یعنی سرکاری زبان کے حامی بڑے بڑے ڈاکٹر ہیں اور ہندی زبان نہ جاننے والے بچارے مریض ہیں! اب اگر انکے حلق میں کوی کڑوی گولی اتاری جارہی ہے تو آس پر اسقدر اعتراض کیوں؟

—— سوال تو صرف اتنا ہے کہ جنوبی ہند کے یہہ باشندے جو ہندی کی بالادستی سے اس قدر ناراض ہیں' کب تک اس نئی زبان کو جو انکی مادری زبان نہیں ہے سیکھہ سکینگے —— ہندی کے حامیوں کا خیال ہے کہ انہیں دو چار سال میں ہندی سیکھہ لینی چاہئے۔ لیکن اونکا خیال ہے کہ اگر انکے پوتے بھی اس زبان کو سیکھہ سکے تو سمجھئے کہ بہت جلد سیکھی!!

—— اس طرف عجلت اتنی ہے کہ بس صبح کو مکتب میں بٹھایا اور شام تک ہندی زبان سکھادی —— اس طرف یہہ عذر ہے کہ' سات پشتوں تو تلنگی یا مرہٹی بولتی رہیں' اب کل شام تک ہندی کیونکر سیکھہ لیں!

دونوں انتہائیں ٹکرا رہی ہیں —— اور اس صورت کو یہہ تردد ہے کہ کہیں شمال اور جنوب کے افتراق کا یہہ آغاز نہ ہوا۔ ہند کی تقسیم کے بوٹ سے ابھی تو کچھہ اور بچے پیدا ہونگے —— لسانی صوبوں کا تصور اور جنوب و شمال کی زبان کا یہہ ٹکراؤ تقسیم ہند ہی کی بیمار اولاد ہے! —— ایک گناہ سے کتنے گناہ پیدا ہوتے ہیں!!

—:0:—

انجمن کی خبریں

ٹونک (راجستھان)

عید الفطر ۱۳۷۱ھ کی شام کو رات میں ۱۰ بجے اور دوسری تاریخ کو رات میں اسی وقت دونوں نشستوں میں انجمن ترقی اردو ٹونک کے اہتمام میں ایک ایسا شاندار مشاعرہ ہوا جسکی یاد دلوں میں برسوں تازہ رہے گی۔ حافظ عبد الغنی صاحب صدر انجمن کی قیام گاہ برسات کے خوشگوار موسم میں ایک بلند پہاڑی پر ہے۔ جسکے دامن میں ٹونک کی کثیر آبادی ہے اسی پہاڑی پر کوٹھی نمبر ۳ بجلی کے رنگین قمقموں سے آراستہ تھی' اور موسم کی روح پرور ہواؤں میں بزم مشاعرہ کو ترتیب دیا گیا تھا۔ مشاعرہ کے صدر شری ترلوکی ناتھہ جی شرما سشن جج ضلع ٹونک تھے۔ جو آردو دوست اور ادبی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں۔ (آپ کا خطبہ صدارت شریک اشاعت ہے) محفل کی خصوصیت یہہ تھی کہ بزم عام میں ہز ہائنس نواب اسمٰعیل علی خان صاحب بہادر صولت جنگ اول سے آخر تک تشریف فرما رہے۔ شہر کے سربرآوردہ شعراء کے علاوہ عمائدین شہر میں سے مولانا مفتی محمد عمران صاحب سابق ناظم شریعت' مولانا حکیم سید ظہور احمد برکاتی صدر جمعیۃ علماء راجستھان مولانا مفتی محمد ایوب صاحب صدر جمعیۃ ٹونک مولانا افضل الدین صاحب' مسٹر جگدیش شرما ممبر میونسپل بورڈ مسٹر بسنتی لال جی ایس۔ ڈی۔ او ٹونک مسٹر ایشر سنگھہ جی اکسٹرا مجسٹریٹ' مسٹر سرنیواس ناتھہ شرما وکیل' شیخ محمد یوسف صاحب صدیقی قیم جماعت اسلامی راجستھان' مولانا سید عبد القادر صاحب خند ان صدر کانگریس' مسٹر حبیب الرحمن خان صاحب ایڈووکیٹ' مولانا سید عبد الحی صاحب ہیڈ مولوی پٹیھم ہائی اسکول کیکڑی جیسے حضرات

نے بڑی دل جمعی کے ساتھ مشاعرہ سنا۔ دوسری نشست کی صدارت کی دعوت حضرت نیس تاج کو دی گئی تھی اور آپ تشریف بھی لے آئے تھے لیکن بجلی کی خرابی سے بہت دیر تک روشنی نہ آسکی۔ اعلیٰ حضرت تاخیر ہوجانے سے تشریف لے گئے حتیٰ کہ مشاعرہ ۱۲ بجے رات میں بجلی کی درستی کے بعد شروع ہوا۔ اس نشست کی صدارت جناب محمد رزاق صاحب سیشن جج اودے پور نے فرمائی۔

پہلے روز بزم کا آغاز علامہ اقبال کے ہندی ترانہ حضرت نیس تاج کی ایک نعتیہ غزل اور حضرت اختر شیرانی کی عید پر ایک نظم سے جو طرح حاضر میں تھی ہوا۔

دوسری شب میں مشاعرہ کا آغاز حضرت نیس تاج، جناب رعنا۔ جناب حفیظ کے شب اول کی طرح میں پڑھی ہوئی غزلوں سے ہندو قوال نے کیا۔ پہلی شب کی نشست میں صدارتی تقریر، اور سکریٹری کی رپورٹ کے بعد حضرت مولانا فضائی صاحب نے ٹونک کے مشغلہ شعر و شاعری پر روشنی ڈالتے ہوئے حاضرین کو انجمن ترقی اردو کو فروغ دینے کی اپیل کی۔ حضرت نیس تاج کے اس شعر نے بزم مشاعرہ کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔

آشفتگی کا رنگ چھپانے سے فائدہ
مغموم سی ہے اب کے اضافے بہار عید

ٹونک کے ہندو شعراء میں سے ماسٹر رام نواس صاحب ندیم ایم اے۔ ہیڈ مولوی دربار ہائی اسکول ٹونک بھی احساس افسردگی کو نہ چھپا سکے اور پکار اٹھے کہ

ہے عید پھر بھی عید مبارک ہو دوستو۔
اگلا سا گو نہیں ہے وہ عز و وقار عید

—:0:—

اردو کے متعلق جذبہ

کشن گڈھ۔ (راجستھان) مرکزی انجمن ترقی اردو کے نمائندہ خصوصی خیر بور ودی صاحب کی اجمیر شریف میں تشریف آوری اور ان کی تقریروں نے راجستھان سے آئے ہوئے صاحبان میں اردو کی خدمت کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور راجستھان کے مختلف مقامات پر انجمن کی شاخیں قایم کرنے کی تجویزیں کی جا رہی ہیں، چنانچہ کشن گڈھ کے صاحبان اردو نے یہہ فیصلہ کیا ہے کہ یہاں انجمن ترقی اردو کی شاخ قایم کی جائے۔ اس سلسلہ میں جناب عبد الغنی صاحب خلوت نے خبر صاحب سے ملاقات کی اور شاخ کے قیام کے لئے مشورہ فرمایا۔

(محمد رجعت محمد سلیمان، ظہور ہاشمی)

—:0:—

نگینہ

۱۶ جولائی ۱۹۵۲ع کو نگینہ ضلع بجنور کے صاحبان اردو نے انجمن ترقی اردو کی شاخ قایم کی۔

صدر قاضی محمود علی صاحب، نائب بابو رنبیر سنگھ صاحب اور مولوی محمد محبوب صاحب سکریٹری سید محمد حسن صاحب راغب، جوائنٹ سکریٹری ماسٹر محمود الحسن صاحب بے خود اور خازن منشی دھیان سنگھ صاحب بنائے گئے۔

(نامہ نگار)

—0—

تقریر صدارت

جناب ترلوکی ناتھ صاحب شرما سیشن جج ضلع ٹونک راجستھان بمشاعرہ عید منعقدہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۵۲ع

میرے دوستو! اور بزرگو!

سب سے پہلے میں آپ کو عید کی مبارکباد دیتا ہوں اور پھر آپ نے جو مجھے اس بزم کا صدر بنایا ہے اس کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

ضلع بلند شہر

اردو کے ایک مخلص فدائی نے جو اپنا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے اپنے طور پر فارم چھپوا کر ۲۰۳۶ دستخط اور نشان انگوٹھہ حاصل کئے ہیں۔

میں کوئی شاعر یا ودوان نہیں ہوں کہ شاعروں اور شاعری پر روشنی ڈال سکوں، ہاں میں ان میں سے ایک ہوں جو اردو زبان کی ترقی چاہتے ہیں۔ میں تو دنیا کی ہر زبان کی ترقی چاہتا ہوں اور پھر اردو تو اپنی ہی زبان ہے۔

ترقی ایک مشکل چیز ہے اس کی مثال پہاڑ کی چڑھائی کی سی ہے، پہاڑ پر چلنے میں کتنی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ ہمیں اگر اپنی زبان کو مضبوط اور خوبصورت بنانا ہے تو ہم محنت اور تکلیف برداشت کریں۔ اس کی صورت یہہ ہے کہ دوسری زبانوں سے ہم استفادہ کریں۔ غیر زبانوں کے الفاظ اپنی زبان کی خراد پر چڑھا کر بلا تکلف استعمال کریں۔ شاعری میں ہمارے خیالات پاک ہوں اور اونچے ہوں کہ جب وہ تمام دنیا میں پہنچیں تو بھارت ورش کی پت آئی ہو۔ بھارت کا ہر ایک مرد، عورت، بچہ، ایسے بلند خیالات کے ساتھ زندگی بسر کرے کہ دنیا میں اس کی قوم کا جواب نہ ملے۔

منزل پر پہنچنے کے لئے گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے، وہ گاڑی زبان ہے گاڑی اگر خوبصورت مضبوط اور ستھری ہے تو بیٹھنے والوں کو آرام ملے گا۔ وہ بھی ضرور ستھرے ہوں گے۔

ان خیالات کو لیکر اگر ہم شاعری کریں تو اس سے ہمارے ملک کا نام اونچا ہوگا اور ہم اپنی زبان اور شاعری پر فخر کر سکیں گے۔

برہیج

برہیج ۷ جولائی ۱۹۵۷ ع مرکزی انجمن ترقی اردو ہند علی گڈھ کے نمائندہ خصوصی جناب خیر بہوروی کی تشریف آوری کے موقع پر برہیج کے حامیان اردو کا ایک عام جلسہ زیر صدارت جناب فضل حق صاحب لاری حامد قریشی صاحب کے مکان پر ہوا۔ اقبال احمد صاحب نے ایک تجویز کے ذریعہ انجمن کی شاخ کی تجدید کی تحریک پیش کی جس کی تائید میں حاجی محمد رفیع صاحب نے مختصر تقریر کی اور ڈاکٹر محمد یاسین صاحب نے مزید تائید فرمائی اور حسب ذیل عہدے دار اور اراکین کا انتخاب عمل میں آیا۔

مولوی محمد امین خاں صاحب صدر، عبدالحق صاحب حق سکریٹری، ظفرالحسن صاحب جوائنٹ سکریٹری، ابراہیم خاں صاحب خازن، ڈاکٹر محمد یاسین صاحب خازن

حاجی محمد رفیع صاحب " "

حامد قریشی صاحب " "

ممتاز احمد صاحب " "

فاروق خاں صاحب " "

محمد سمیع اللہ صاحب " "

محمد عباس خاں صاحب " "

عبدالروف صاحب " "

منظور صاحب " "

(ممبران مجلس منتظمہ)

خیر بہوروی صاحب نے انجمن کے طریق کار اور اس کی خدمات اور زبان سے متعلق بہت سی مفید باتیں بتائیں۔

سہارن پور

سہارن پور میں صوبہ کی طرف سے آمدہ پروگرام کے مطابق ۸ جولائی سے ۱۵ جولائی تک اردو ہفتہ منایا گیا۔ اس سلسلہ میں حلقہ وار جلسے ہوئے جن میں کارکنوں نے شرکت کی اور اپنی سابقہ سرگرمیوں کا تذکرہ کیا۔ اور آئندہ کے لئے مستعدی سے کام کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔

مورخہ ۸ جولائی کو غربی حلقہ، ۹ جولائی کو سول لائین حلقہ، ۱۰ جولائی کو شمالی حلقہ ۱۱ جولائی کو شرقی حلقہ، ۱۳ جولائی کو جنوبی حلقہ اور ۱۵ جولائی کو تمام شہر کے کارکنوں کا ایک جلسہ محمود علی خاں صاحب ایم ایل اے کے مکان پر منعقد ہوا جس میں بہترین حلقہ انچارجوں کے لئے مختلف انعامات کا اعلان کیا گیا مثلاً تمغہ جات طلائی و نقرئی۔ چاندی کے کپ گھڑی، فاؤنٹین پین وغیرہ۔ ان لوگوں کو

دیئے جائیں گے جو زیادہ سے زیادہ تعداد میں دستخط حاصل کریں گے۔

۱۰ جولائی کی میٹنگ میں یہہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مورخہ ۲۰ جولائی کو انجمن ترقی اردو شہر اور حلقہ انجمنوں کا انتخاب عام ممبران کی موجودگی میں کرلیا جائے۔ ممبر سازی کی آخری تاریخ ۱۶ جولائی ہے اور انتخاب کے لئے ۲۰ جولائی بوقت ۸ بجے شب بر مکان محمود علی خان صاحب ایم ایل اے مقرر ہوئی۔

مظفر نگر (یو-پی)

اردو تحریک کی "دستخطی مہم" کو کامیاب اور زوردار بنانے کے لئے مرکزی ادارہ (لکھنؤ) کی ہدایت کے بموجب "انجمن ترقی اردو مظفر نگر" نے "ماہ اردو" شاندار طریقہ پر منانے کا فیصلہ کیا اور طے کیا ہے کہ اس پورے مہینہ کی کامیاب جدوجہد کے بعد ایک شاندار جلسہ ہوگا جس میں مجاہدین اردو کارکنان اردو، اور ان تمام اردو کی محبت میں سرشار ہونے والے اشخاص کو باعزت طریقہ پر اعزازی سونے چاندی کے میڈل (تمغات) معہ تحریری سرٹیفکٹ سے نواز کر خراج عقیدت پیش کیا جائیگا۔

شہر و ضلع (دیہات) کے لئے جدا جدا تین تین تمغات تقسیم ہوں گے۔ جنکی مالیت و نوعیت یکساں برابر ہوگی۔

پہلا خالص سونے کا میڈل معہ تحریری سرٹیفکٹ اس باہمت پروانہ اردو کو دیا جائے گا جو پانچ ہزار سے لیکر اوپر غیر معین تعداد تک سب سے زیادہ دستخط حاصل کر کے اردو نوازی کا ثبوت دے گا۔

دوسرا خالص چاندی کا میڈل جس پر سونے کی پالش ہوگی معہ تحریری سرٹیفکٹ، اس باہمت شخص کو ملے گا جو تین ہزار اور پانچ ہزار کے درمیان سب سے زیادہ دستخط حاصل کر کے دیگا۔

تیسرا خالص چاندی کا میڈل معہ تحریری سرٹیفکٹ اس صاحب عمل کو دیا جائیگا جو ایک ہزار اور تین ہزار کے درمیان سب سے زیادہ دستخط فراہم کرے گا۔

۲۳ جولائی ۱۹۵۲ع کو انجمن ترقی اردو مظفر نگر کی جانب سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تقریباً چار ہزار ہندو مسلم کا اژدہام تھا۔ آغاز حکیم سید محمود الحسن صاحب صدر جمعیۃ العلماء کی تقریر سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے آئین کی عجب کیفیت ہے کہ دنیا دکھاوے کو تو کوئی گنجائش اعتراض کی نہیں لیکن عمل قطعی مختلف اور متضاد ہے۔ حکیم صاحب کے بعد جناب پرکاش چند چاند گجراتی نے تقریر فرمائی۔ آپ نے کہا کہ اردو نہ صرف کسی ایک علاقہ کی زبان ہے بلکہ ہندوستان بھر میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ میں ہندی سے بھی پیار کرتا ہوں لیکن اس کا یہہ مطلب نہیں کہ اردو کو نظر انداز کر کے صرف ہندی پر قناعت کی جائے۔ جمہوریت کی شان کو برقرار رکھنے کے لئے یہہ ضروری ہے کہ ہر زبان کو پھلنے پھولنے کی پوری آزادی دیجائے۔ ان کے بعد مولوی اختر عباس عثمانی صاحب مہتمم دارالبتامی نے نہایت بصیرت افروز اور اتحاد پرور تقریر فرمائی۔ بعد ازاں صدر جلسہ مسٹر مشکورالدین احمد صاحب نے جملہ مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ انجمن ترقی اردو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے گی جب تک ہمارے اردو کی کوئی معقول صورت نہ نکل آئے۔ میں علاقائی زبانوں کی حمایت میں ہوں۔ اگر کل کو پنجابی یہہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے علاقہ کی زبان پنجابی ہونی چاہئے تو میں ان کی حمایت میں ہوں گا۔ کوئی وجہ نہیں کہ کسی کی مادری زبان کو دنا کے گھاٹ اتارا جائے۔ آخر میں انہوں نے انجمن کی جانب سے مقرر کئے ہوئے انعامات کا جو زیادہ سے زیادہ تعداد میں دستخط حاصل کرنے والوں کو ۲۲ جولائی ۱۹۵۲ع کو دیئے جائیں گے اعلان کیا اور اس مہم میں عوام سے امداد کی اپیل کی۔

جلسہ کے بعد ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے جناب صفیر احسنی صاحب مدیر احسن کی صدارت میں مشاعرہ شروع ہوا۔ مقامی اور غیر مقامی شعراء نے نہایت عمدہ عمدہ نظمیں پڑھیں۔ شعراء میں عندلیب نیگینوی۔ شاعد نوحی۔ نادر نظیری چاند گجراتی۔ شریف مظفر نگری۔ فلک نادری انیس مظفر نگری۔ شمس نظمی۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مشاعرہ نہایت کامیابی کے ساتھ ۲ بجے شب کو ختم ہوا۔

نئی کتابیں

[اور رسالے]

"نگار یکم جون و جولائی سنہ ۱۹۵۲ ع"

ملنے کا پتہ .... منیجر ماہنامہ نگار لکھنؤ

حسرت نمبر کے بعد حضرت نیاز فتحپوری نے نگار کا یہ مشترکہ نمبر اس طور سے نکالا ہے کہ یہ حسرت نمبر کا تتمہ بھی ہے اور دوسرا سالنامہ بھی۔ حسرت موہانی مرحوم کے دو اہم مضامین "مشاہدات زنداں" اور "امیر اللہ تسلیم" کو دوبارہ شایع کر کے نیاز صاحب نے ایک مفید خدمت انجام دی ہے۔ یہ دونوں مضامین اردوئے معلی میں شایع ہوئے تھے اور عرصہ سے نایاب تھے۔ "مشاہدات زنداں" میں حسرت نے قید فرنگ کی روداد جس خلوص اور درد کے ساتھ لکھی ہے اور جزئیات نگاری کے ذریعہ جیل کی زندگی کو جس طرح پیش کیا ہے وہ اس قابل ہے کہ برطانوی حکومت کے مورخ کی رہنمائی کر سکے۔ امیر اللہ تسلیم پر مقالہ تنقیدی شعور کے اعتبار سے بے مثال ہے۔ تسلیم کی شاعری پر اب تک بہت کم مواد ملتا ہے حسرت نے ان کی زندگی کے تفصیلات فراہم کئے ہیں اور ان کی شاعری کے تمام عناصر کا بڑی دیانتداری سے تجزیہ کیا ہے۔

حسرت کے ان دونوں مضامین کے علاوہ اس مشترکہ نمبر میں کئی اہم مقالات شامل ہیں۔ احتشام حسین صاحب نے "اقبال کی شاعری کے بعض عملی پہلو" پر لکھا ہے اور اقبال کی شاعری کے محت مند عناصر کو بڑی خوبی سے اجاگر کیا ہے۔ خلیل الرحمن صاحب اعظمی کا مقالہ "مومن عنوان شباب سے ہٹ کر" خصوصیت سے پڑھنے کے قابل ہے اس میں مومن کے متعلق بعض ایسے تنقیدی اشارے ملتے ہیں جن پر ابھی تک نقادوں کی نگاہ نہیں گئی تھی۔ مختار الدین آرزو صاحب نے غالب کے پانچ شایع شدہ خطوط جو صفیر بلگرامی کے نام ہیں ضروری معلومات و تشریحات کے ساتھ پیش کئے ہیں۔ آخر میں بہت اہم اور دلچسپ چیز وہ فہرست ہے جس میں ان تمام ادیبوں کے نام اور پتے درج ہیں جو پاکستان سے ہندستان آئے ہیں۔ امید ہے یہ سلسلہ بہت پسند کیا جائے گا۔ بحیثیت مجموعی یہ شمارہ بہت اہم اور پر از معلومات ہے اور اس قابل ہے کہ اسے محفوظ رکھا جائے۔ (خ)

انجمن کی کتابیں

انواع فلسفہ | ترجمہ از ظفر حسین خان صاحب سابق انسپکٹر مدارس یوپی۔ یہ پروفیسر ولیم ارنسٹ ہاکنگ کی مشہور و معرکۃ الآرا کتاب "ٹائپس آف فلاسفی" کا سلجھا ہوا اور دل نشین اردو ترجمہ ہے کتابت طباعت اعلی قیمت مجلد ۶ روپے آٹھ آنے غیر مجلد ۶ روپے

اطلاقی سماجیات | مصنفہ ڈاکٹر جعفر حسن خان عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد۔ کتابت طباعت اعلی قیمت ۳ روپے ۸ آنے۔

اسلامی فن تعمیر | باتصویر ترجمہ سید مبارزالدین رفعت ایم اے یہ آرنسٹ ٹاڈ ہیم رچنڈ کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔ قیمت مجلد ۲ روپے۔

ادب، اور قومی تذکرے | از پنڈت کشن پرشاد کول۔ طباعت لیتھو۔ قیمت ۲ روپے ۸ آنے۔

پرچھائیں | سید آصف علی صدر سوئٹزرلینڈ اعلیٰ درجہ کے اردو ٹائپ میں بہت اچھے کاغذ پر یہ کتاب شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۲ روپے

مذہب اور دھرم | مرتبہ قاضی عبدالغفار۔ قیمت ۲ روپے۔

مشترکہ زبان | مہاتما گاندھی کے قلم سے قیمت ۲ روپے۔

ایک مشرقی کتب خانہ | مترجمہ سید مبارز الدین رفعت۔ ایم۔اے قیمت تین روپے

یادگار حالی | مرتبہ بیگم صالحہ عابد حسین نواسی خواجہ صاحب مرحوم۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے پیش لفظ کے ساتھ۔ طباعت لیتھو قیمت چار روپے چار آنے۔

کچھ زر کی بابت | ابو سالم صاحب ایم۔ اے (علیگ) قیمت غیر مجلد چار روپے مجلد چار روپے آٹھ آنے۔

نفسیات افراد | از پروفیسر معتضد ولی الرحمن صاحب قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

حیات سر سید | از نورالرحمن صاحب، سر سید کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ قیمت مجلد تین روپے ۸ آنے۔

محاسن کلام غالب | عبدالرحمن بجنوری مرحوم طبع چہارم مصور ایڈیشن۔ مرزا غالب کی تصویر کے ساتھ بجنوری مرحوم کی تصویر اور عکس تحریر بھی شامل ہے۔ ایک روپیہ ۸ آنے

اردو زبان | پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کا خطبہ صدارت جو آل انڈیا اورینٹل کانفرنس منعقد لکھنؤ کے اجلاس میں پڑھا گیا قیمت چار آنے۔

[مہتمم انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ]

حیات اجمل

(مولفہ قاضی عبدالغفار صاحب تقطیع بڑی ضخامت ۴۳۲ صفحات، کاغذ، کتابت و طباعت بہتر، قیمت مجلد ۸ روپے پتہ انجمن ترقی اردو ہند علی گڑھ)

انجمن کی اس تازہ اشاعت پر معاصر محترم معارف (دارالمصنفین اعظم گڑھ) نے حسب ذیل الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:۔

حکیم اجمل خاں مرحوم جیسی جامع کمالات شخصیتیں اس زمانہ میں کم پیدا ہوتی ہیں ان کے اوصاف اور کارنامے گوناگوں ہیں، ایسی جامع کمالات شخصیت کی سوانح عمری کی بڑی ضرورت تھی، اس فرض کو مرحوم کے پرانے رفیق انیس خلوت و جلوت اور اردو زبان کے کہنہ مشق ادیب شہیر قاضی **عبدالغفار** صاحب نے ادا کیا جن سے زیادہ موزوں اس کام کے لئے دوسرا شخص نہیں ہوسکتا تھا۔ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر قومی فرض اور حق رفاقت دونوں کو ادا کردیا، اور اپنے زور قلم سے **حکیم صاحب** مرحوم کے کارناموں اور ان کے اخلاق و سیرت کا نہایت دلکش مرقع تیار کردیا ہے **حکیم صاحب** کی پوری زندگی قومی و ملی کاموں میں گزری ہے، اس لئے ان کی سوانح عمری میں بیسویں صدی کے ابتدائی ۲۵،۲۶ سال کی ہندوستان کی پوری سیاسی تاریخ، اس کی آزادی کی جدوجہد اس کے مدوجزر اور مسلمانوں کی علمی و تعلیمی و مذہبی تحریکوں کی پوری سرگذشت آگئی ہے، مصنف کے حسن انشا نے کتاب کے حسن و دلکشی میں اور زیادہ اضافہ کردیا ہے، یہ کتاب مختلف حیثیتوں سے ہر محب وطن ہندوستانی کے مطالعہ کے لائق ہے"

باہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹنگ کمپنی میں چھپا اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع کیا۔